بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعزیتی تأثرات

۲۶ اکتوبر ۲۰۱۳ مطابق ۲۰ ذوالحجہ آج بروز سنیچر ۱۰:۵۰ پر دارالعلوم زکریا کی عمارت کے بنیادی رکن حضرت مولانا سلیمان گھانچی صاحب نے سفر کے درمیان داعی اجل کو لبیک کہا، غفر الله له و رفع درجاته و جعل الجنة مثواه و أدخله فی فسیح جنانه مع عباده البررة آمین۔

مرحوم مولانا سلیمان صاحب نے طے شدہ پروگرام کے مطابق عید الاضحیٰ کی تعطیلات میں (بحسن خوبی ایام عید گزار کر) جمعہ کے روز علی الصباح برازیل کا ایک دینی ودعوتی طویل سفر فرمایا حضرت کے سفر کی غرض وہاں کے مقیم مسلمان اور خدمت کرنے والے دارالعلوم زکریا کے علماء کرام کو مکاتب دینیہ کے قیام کی ترغیب دینا اور موجودہ مکاتب کو منظم کرنا اور اپنی گراں قدر آراء سے انہیں مستفید کرنا تھا، یہ سفر آٹھ روزہ تھا، انہوں نے مختصر عرصہ میں سارے مراحل طے کئے، عمومی وخصوصی ملاقاتیں، عوام وخواص کے ساتھ پیش آمدہ مسائل پر غور وفکر، آئندہ کے لئے منصوبہ بند نظام کی ترتیب دیکر سنیچر کے روز علی الصباح واپسی ہوئی جوبرغ کے ہوائی اڈہ سے بینونی اپنے ایک عزیز کے یہاں تشریف لیجا کر ماحضر تناول فرما کر اپنی گاڑی لیکر دارالعلوم زکریا کا رخ کیا مگر افسوس صد افسوس دارالعلوم کی حدود میں داخل ہونے میں صرف چند قدم ہی کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ آپ نے بجائے دارالعلوم کے دار الآخرۃ کا رخ کر لیا، اطلاع موصول ہوتے ہی دارالعلوم کی ڈر و دیوار پر حزن وغم کی فضاء چھا گئی، ہر آدمی جائے وقوع پر پہونچنے کے لئے بے چین تھا منٹوں میں تمام اساتذہ کرام اور طلبہ کرام بے بسی کی حالت میں کھڑے دکھائی دئے، واقعہ پیش آچکا تھا، حضرت اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے تھے، مسلسل دو گھنٹے کی محنت کے بعد مرحوم کو قانونی کاروائی کیلئے لے جایا گیا اور قانونی کاروائی مکمل کرنے کے بعد انہیں علماء، صلحاء، طلباء کی ایک جماعت نے ملکر غسل وکفن کے فرائض انجام دئے، عصر کی نماز کے بعد جنازہ تھوڑی دیر کے لئے مرحوم کے گھر لایا گیا، وہاں سے مغرب سے قبل دارالعلوم کی کشادہ مسجد (جسکی تعمیر میں مرحوم ہی نے اہم رول ادا کیا تھا) کے صحن میں رکھا گیا جہاں مغرب سے لیکر عشاء تک دسیوں طلباء قرآن خوانی میں مشغول رہے، عشاء کے بعد متصلاً انکی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ احقر کا قیام دار العلوم میں پچھلے ۲۳ سال سے ہے، کئی جنازوں میں شرکت کا موقع ملا، غالب گمان ہے کہ جنوب افریقہ کی تاریخ میں شاید یہ پہلا جنازہ ہوگا جسمیں سیکڑوں لوگوں نے شرکت کی، اس کثرت سے لوگوں کا دور دور سے جنازہ میں شرکت کے لئے حاضر ہونا عند اللہ وعند الناس مقبولیت کی واضح اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔

حضرت قبلہ مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے صلاۃ جنازہ پڑھائی، نماز کے بعد انکا جنازہ قبرستان لے جایا گیا، رات تقریباً ۱۰:۳۰ پر انہیں سیکڑوں سوگواروں نے لرزتے دل اور برستی آنکھوں کے ساتھ سپردِ خاک کیا، دارالعلوم کے قدیم استاذِ حدیث حضرت مولانا سلیمان چوکسی صاحب دامت برکاتہم نے دعاء مغفرت فرمائی۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ مرحوم کی وفات دارالعلوم کی تاریخ کے ایک دور کا خاتمہ ہے اور انکی وفات سے ہونے والا خلاء فی الحال یا مستقبلِ قریب میں پر ہونے کے امکانات کم ہیں، حضرت کی وفات کے غم کو ہر چھوٹے بڑے نے محسوس کیا اور ان کے لئے یہ تعبیر صد فیصد صادق آئی: كل صغير فقد أباه و كل كبير فقد أخاه۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ((اذکروا محاسن موتاکم)) کے پیش نظر ان کی چند خوبیوں کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا اگر چہ اس کے ذکر سے ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اب وہ جس عالم میں جا چکے ہیں وہاں اس کی ضرورت نہیں ہے مگر وہ لوگ جو ان کے بارے میں نہیں جانتے ہیں یا کم جانتے ہیں ان کے لئے ترغیب وتشویق ہو جائے:

۱) مرحام ومغفور کی سب سے پہلی خوبی جس کا ذکر از حد ضروری ہے وہ ہے ان میں اخلاص کا پایا جانا اور یہ ایک ایسی صفت ہے کہ جو نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ مرحوم ومغفور کو اپنے دور کے دو جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا ابرار الحق ؒ اور شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ؒ سے اجازت وخلافت تھی

مگرانہوں نے اشارۃً وکنایۃً کبھی اس کا تذکرہ نہیں کیا اگر وہ چاہتے تو اس راہ سے متعلقین ومسترشدین کی ایک بھاری جماعت تیار کر لیتے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کام بحسن وخوبی ہو ہی رہا ہے تو اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے بجائے دوسرے مشائخ کی طرف متوجہ فرماتے رہے۔

۲) مرحوم نے دار العلوم کی چہار دیواری میں ایک طویل عرصہ گزارا، ابتدائی چند سال درجۂ حفظ میں خدمت انجام دیتے رہے، اس عرصہ میں ایک بڑی جماعت نے آپ کے ہاتھ پر حفظ کی تکمیل فرمائی جو یقیناً آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے، اس کے بعد آپ نے دار العوم کے، لئے مالیات کی فراہمی کا کام اپنے ذمہ لیا، ہر سال چار ماہ ربیع الثانی، جمادی الاولی، جمادی الثانیہ، رجب وقف فرمادیتے، چندہ کے وصولیابی کے لئے ملک کا ایک طوفانی دورہ کرتے، اس سلسلہ میں شہر شہر، قریہ قریہ، گلی گلی کا وہ دورہ کرتے، الحمد للہ ہر جگہ ان کا اکرام کیا جاتا، انہیں سرآنکھوں پر بٹھایا جاتا اور وہ سالم غانم فاتح ہو کر لوٹتے۔ مالیات کی فراہمی کا کام کتنا مشکل اور صبر آزماں ہے مگر اللہ نے یہ کام ان کے لئے انتہائی آسان کر دیا تھا۔

۳) انہیں ہمارے دور کے کئی بزرگوں کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل رہی، نیز ان اکابر کا انہیں بھرپور اعتماد حاصل رہا، نیز ان کا ہر سال کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ ہند و پاک کا سفر فرماتے، بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتے، ان کی دعائیں حاصل کرتے۔

۴) وہ طلبہ کرام کے لئے ایک مشفق ومہربان مربی کی حیثیت رکھتے تھے وہ کوشش کرتے کے زجر وتوبیخ کے بغیر ہی حکمت عملی سے ان کی اصلاح ہو جائے، اگر ضرورت ہوئی تو کبھی کبھی وہ اپنے شان جلالی کو بھی ظاہر کرتے مگر یہ سب کچھ اخلاص اور الدین النصیحۃ کے پیش نظر ہی ہوتا۔

۵) انسان کی پہچان کا آسان طریقہ یہ ہے کے اسکے ساتھ سفر کیا جائے یا اس کی دوستی کی جائے، ہمارے ادارہ کے ذمہ دار جناب حافظ بشیر صاحب نے احقر کے سوال پر اپنے تأثرات میں فرمایا کہ میرا مرحوم کے ساتھ ۴۰ سالہ تعلق رہا مگر الحمد للہ اس طویل عرصہ میں کبھی آپس میں رنجش پیش نہیں آئی، نیز فرمایا کہ مرحوم دل کے نہایت صاف، اگر اختلاف رائے کی نوبت آئی تو اپنا موقف صاف ظاہر کر دیتے مگر تعلقات پر اس کا کوئی اثر نہ پڑتا، یہ وہی بات ہے کہ جو حضرت صحابہ کرام کے متعلق فرمائی گئی: أبر الناس قلوباً۔

۶) حضرت کی وفات پر دار العلوم کے باوقار مہتمم حضرت مولانا شبیر احمد صالو جی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا نیز فرمایا کے ان کی وفات دار العلوم کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے نیز فرمایا کہ قحط الرجال کے اس دور میں ان کے بدل کا ملنا آسان نہیں ہے۔

۷) سفر حضرت مرحوم ومغفور کی زندگی کا جزء لاینفک ہو گیا تھا، ادھر پچھلے چند سال سے ان کا حال: ما عاد من سفر الا عاد الیٰ سفر ہو گیا تھا، انہوں نے تقریباً ۲۰ سے زائد مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت کے ساتھ دنیا کے ۳۰ سے زائد ملکوں کے سفر کئے یہاں تک کہ وفات کا یہ واقعہ بھی سفر کے درمیان ہی پیش آیا۔

۸) حضرت مرحوم ومغفور نے ساری زندگی خادم کی حیثیت سے گزاری، وہ دین کے ایک مخلص خادم کے حیثیت سے کام کرتے رہے، وہ دوسروں کی خدمت کرنا تو جانتے تھے مگر دوسرے سے خدمت لینا ان کی لغت میں نہیں تھا شاید یہی وجہ ہے کہ انہوں نے موت بھی ایسی پائی کہ وہ آناً فاناً اللہ کے حضور حاضر ہو گئے نہ دواء کی ضرورت نہ انجکشن کی ضرورت، نہ کسی سے پانی طلب کیا اور نہ کسی کو علاج وغیرہ کی زحمت دی، نیز اللہ تعالیٰ نے وفات کیلئے بھی ان کیلئے وہ دن منتخب کیا جو عام طور پر اس ملک میں تعطیل ہی کا ہوتا ہے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ زندگی میں کسی کو زحمت دے، موت پر بھی کسی کو زحمت نہ ہوئی، حق تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔

۹) اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرما کر آپ کے تمام خاندان کو عموماً اور صاحبزادگان کو صبر جمیل اور اُجر جزیل سے نوازے اور دار العلوم کو نعم البدل نصیب فرمائے۔

۱۰) من لم يشكر الناس لم يشكر الله

جو اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے ہیں وہ لوگوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتے ہیں، اس موقع پر ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے حضرات، علماء کرام، حفاظ کرام

،دعوت وتبلیغ کے ذمہ دار، دار العلوم زکریا کے ابناء قدیم اور تمام دینی وایمانی بھائی جنھوں نے سفر کی صعوبتیں برداشت فرمائی اور جنازہ میں شرکت فرمائی حق تعالیٰ ان تمام حضرات کو دارین میں جزائے خیر نصیب فرمائے آمین۔

قارئین سے مرحوم کے لئے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کی مؤدبانہ التماس ہے۔

سوانحی نقوش

- اسم گرامی: (مولانا) سلیمان بن حاجی ابراہیم گانچی
- ولادت: ۱۱ستمبر ۱۹۵۰
- جائے پیدائش: بنونی (BENONI)
- ابتدائی تعلیم: حافظ امیر الدین عثمانیؒ (ناظرہ وغیرہ) (BOKSBURG)
- متوسطات: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل اور ہردوئی
- اعلیٰ تعلیم: مفتاح العلوم جلال آباد تکمیل درس نظامی 1981
- خدمات: ۱۹۸۱ تا ۱۹۸۶ امام ومدرس جرمستن (GERMISTON) مسجد ۱۹۸۶ تا وفات دار العلوم زکریا
- وفات: ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۳ المطابق ۲۰ ذی الحجہ بروز سنیچر صبح ۱۰:۵۰

غفر الله له

شریک غم عباس بن آدم سسیگٹ

011 859 1809